مقدمہ

الحمدللہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی خصوصا علی سید الرسل وخاتم النبیین

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّکۡرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوۡنَ (الحجر ۹:۱۵)

بے شک ہم نے اس ذکر کو نازل کیا اور ہم ہی اس کے نگہبان ہیں۔

قرآن حکیم اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب، شریعت اسلامیہ کا اولین ماخذ اور قیامت تک آنے والے لوگوں کے لئے سر چشمہ ہدایت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جو بھی کتاب کسی قوم پر نازل کی تو اس قوم کی ہی زبان میں نازل کی۔ اسی طرح چونکہ عرب میں عربی زبان بولی جاتی تھی تو قرآن پاک بھی عربی زبان میں نازل ہوا۔ عرب لوگ عربی زبان میں مہارت رکھتے تھے اور انہیں اپنی فصاحت و بلاغت پر بہت ناز تھا۔ باوجود اپنی اس فصاحت و بلاغت کے وہ قرآن حکیم کو اُس طرح نہ سمجھ سکتے تھے جیسا اُس کو سمجھنے کا حق ہے، لہٰذا صحابہ کرام کو جب ضرورت محسوس ہوتی تو رسول اللہ ﷺ کی طرف رجوع کرتے اور آپ ﷺ سے رہنمائی حاصل کرتے۔ یوں قرآن پاک کے اولیں شارح رسول اللہ ﷺ ہیں، جس کی گواہی رب العالمین نے خود دی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَاَنۡزَلۡنَاۤ اِلَیۡکَ الذِّکۡرَ لِتُبَیِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَیۡہِمۡ (النحل ۱۶:۴۴)

اور ہم نے آپ ﷺ پر قرآن پاک نازل کیا تاکہ آپ ﷺ اسے لوگوں کے لئے واضح کردیں، جو ہم نے ان کی طرف نازل فرمایا ہے۔

اقوال رسول بطور تشریحات قرآن صحابہ کرام کے دور میں تفسیر القرآن بالاحادیث النبویہ کی حیثیت سے ہدایت کا سرچشمہ شمار کیا جانے لگا۔ تفسیر ابن عباس انہی روایات پر مشتمل ایک بہترین خزینہ ہے۔ امام بخاریؒ نے ایسی احادیث کو یکجا کر کے صحیح بخاری میں "کتاب التفسیر" کے نام سے ایک مستقل عنوان قائم کیا۔ علاوہ ازیں صحاح ستہ کی تمام کتب میں "تفسیر القرآن" کے نام سے علیحدہ باب موجود ہے۔ عہد تابعین تک یہ سلسلہ جاری رہا اور تفسیری روایات احادیث نبویہ ﷺ کے ساتھ مخلوط رہیں، لیکن عصر تدوین حدیث یعنی اموی خلافت کے اواخر اور خلافت عباسیہ کے اوائل میں عمومی احادیث نبوی تفسیر القرآن سے علیحدہ ہو گئیں، اور ہر آیت اور سورۃ کی علیحدہ علیحدہ تفسیر کی جانے لگی، جس کی بنیاد بھی نص قرآنی اور حدیث رسول ﷺ پر قائم رہی اور اسے تفسیر بالماثور کا نام دیا گیا۔ اس ضمن میں درج ذیل تفسیر نمایاں ہیں۔

- **جامع البیان عن تاویل آیات القران — از — ابن جریر طبری (م ۳۱۰ھ)**
- **تفسیر بحر العلوم — از — محمد بن ابراہیم سمرقندی (م ۳۷۳ھ)**
- **الکشف والبیان عن تفسیر القرآن — از — ابو اسحٰق احمد بن ابراہیم ثعلبی (م ۴۲۷ھ)**
- **تفسیر القرآن العظیم — از — حافظ عماد الدین ابن کثیر (م ۷۷۴ھ)**

- الدرالمنثور فی تفسیر الماثور از امام جلال الدین سیوطی (م ۹۱۱ھ)

عہد تابعین و تبع تابعین کے ادوار تک احادیث نبویہ ﷺ اور صحابہ کرام کے اقوال کو سامنے رکھتے ہوئے تفاسیر لکھی جاتی رہیں، لہٰذا تبع تابعین کے دور تک ارتقائی مراحل میں لکھی جانے والی تفاسیر تفسیر بالماثور ہی کہلائیں۔ بعد ازاں فتوحات اور سلطنت اسلامیہ کی وسعت کے باعث پیش آمدہ مسائل کے حل کے لئے رائے اور اجتہاد کو بروئے کار لاتے ہوئے بھی تفاسیر لکھی جانے لگیں، جنہیں تفسیر بالرائے المحمود کا نام دیا گیا۔ ایک مفسر اور مترجم کے لئے چند اصول وضوابط بھی مقرر کئے گئے لیکن بعض لوگوں نے ان اصولوں کو نظر انداز کرتے ہوئے قرآنی آیات کے تراجم میں فاسد تاویلات کا سہارا لیا، ایسی تفاسیر کو تفسیر بالرائے المذموم کا نام دیا گیا اور ایسی تفاسیر ملت اسلامیہ میں کوئی خاص مقام حاصل نہ کر سکیں۔ تفسیر بالرائے المحمود میں درج ذیل تفاسیر نمایاں مقام رکھتی ہیں۔

- مفاتیح الغیب از امام فخر الدین رازی (م ۶۰۶ھ)
- انوار التنزیل و اسرار التاویل از امام عبد اللہ بن عمر بیضاوی (م ۶۸۵ھ)
- مدارک التنزیل و اسرار التاویل از امام عبد اللہ بن احمد نسفی (م ۷۰۱ھ)
- لباب التاویل فی معانی التنزیل از امام علاؤ الدین محمد بن ابراہیم (م ۷۴۱ھ)
- تفسیر جلالین از امام جلال الدین محلی (م ۸۶۴ھ)، امام جلال الدین السیوطی (م ۹۱۱ھ)

تفسیر بالرائے المذموم میں یہ تفاسیر شامل ہیں۔

- تنزیہ القرآن عن المطاعن از قاضی عبد الجبار (م ۴۱۵ھ)
- الکشاف عن حقائق التنزیل از امام زمخشری (م ۵۳۸ھ)

جب اسلام برصغیر میں پھیلا اور یہاں قرآن پاک کے تراجم اور تفاسیر کی ضرورت محسوس ہوئی، تب شاہ رفیع الدین اور شاہ عبد القادر محدث دہلوی نے اردو زبان میں قرآن پاک کا ترجمہ "موضح القرآن" کے نام سے کیا۔ بعد ازاں اردو زبان میں تفاسیر لکھنے کا رجحان عام ہوا جو متعدد اسالیب کی بنا پر لکھی گئیں، مثلاً مجتہدانہ اسلوب، فقیہانہ اسلوب، صوفیانہ اسلوب، محدثانہ اسلوب، متکلمانہ اسلوب وغیرہ۔

برصغیر میں انیسویں صدی میں مسلمانوں کی پستی اور زوال کا زمانہ تھا، جس میں غالب انگریز حکومت عقلیت پرستی کو ترجیح دیتی تھی۔ ان سے متاثر ہو کر سرسید احمد خان نے اس دور میں "تفسیر القرآن" کے نام سے تفسیر لکھی اور انہوں نے اس میں عقلیت پرستی کو اپنایا جس کے باعث عقل کے خلاف ہر بات کو ناقابل اعتبار گردانا، یہاں تک کہ احادیث نبویہ اور معجزات انبیاء کا بھی انکار کر دیا۔ عقائد و عبادات کو صرف قرآن حکیم کی روشنی میں بیان کرنے کی کوشش میں حقائق کو توڑ مروڑ کر پیش کیا گیا۔ فاسد تاویلات پر مشتمل قرآن حکیم کی تفسیر لکھنے سے تفسیر کا اصل مقصد ختم ہو جاتا ہے۔ مختلف مکتبۂ فکر میں سے فرقہ

"اہل القرآن" نے ایسی تفاسیر لکھیں۔ سر سید احمد خان نے سب سے پہلے جس کی بنیاد رکھی۔ اس کے بعد ان نظریات کے حامی لوگوں کا ایک گروہ معرض وجود میں آگیا، جس نے احادیث کو عقلی بنیادوں پر پرکھنا شروع کر دیا اور دھیرے دھیرے پورے ذخیرۂ حدیث اور اہمیت سنت کا انکار کر دیا۔

برصغیر میں سر سید احمد خان کے بعد خواجہ احمد الدین امرتسری نے حدیث رسول ﷺ کا انکار کیا اور پنجاب میں عبد اللہ چکڑالوی نے۔ اس کے علاوہ منکرین حدیث میں شامل اہم شخصیتوں میں اسلم جیراج پوری، نیاز فتح پوری وغیرہ قابل ذکر ہیں۔ منکرین حدیث نے متعدد کتب اور تفاسیر لکھیں جن میں سر سید احمد خان کی "تفسیر القرآن" اور غلام احمد پرویز کی "مطالب الفرقان" نمایاں مقام کی حامل ہیں۔

خواجہ احمد الدین کی تفسیر "بیانٌ للنّاس" بھی ایسے باطل عقائد اور فاسد تاویلات کا مجموعہ ہے۔ اس تفسیر کا تنقیدی مطالعہ میرا موضوع بحث ہے۔ یہ تفسیر سات جلدوں بمطابق سات منازلِ قرآن مجید پر مشتمل ہے۔ اس تفسیر میں حدیث رسول ﷺ کا انکار کرتے ہوئے انسانی عقل کو بنیاد بنایا گیا ہے اور اسے ہی حرف آخر سمجھا گیا ہے۔ لہٰذا یہ تفسیر "تفسیر بالرائے المذموم" میں شمار ہوتی ہے۔ خواجہ صاحب نے تفسیر قرآن میں ایسی توجیہات پیش کیں، جن سے جمہور علمائے امت کا اختلاف رہا، اور اس مقالہ میں میں نے قرآن و سنت اور چند قابل معتبر تفاسیر بالماثور اور تفاسیر بالرائے المحمود کے ذریعے خواجہ صاحب کے عقائد کا رد کیا ہے۔

سابقہ کام کا جائزہ

منکرین حدیث گروہ ہر دور میں پیدا ہوتے رہے اور ہر دور میں علماء ربانیین نے حجیت حدیث پر خدمات سرانجام دیں۔ فرقہ معتزلہ نے سب سے پہلے حدیث کا انکار کیا۔ برصغیر میں بھی فتنہ انکار حدیث کھل کر سامنے آیا اور اس کی حمایت اور رد میں کام ہوتا رہا، جہاں تک خواجہ احمد الدین کی تفسیر "بیانٌ للنّاس" کا تعلق ہے اس پر اب تک کسی نے کوئی تخصیص کام سرانجام نہیں دیا۔ لہذا اساتذہ کرام کی رہنمائی سے اس موضوع پر قلم اٹھانے کا اعزاز مجھے حاصل ہوا ہے۔

پاکستان میں منکرین حدیث کے رد میں اور حجیت حدیث کے دلائل پر بہت سی کتب تحریر کی گئیں، جن میں سے چند درج ذیل ہیں۔

- فتنہ انکار حدیث کا منظر و پس منظر — از — افتخار بلخی
- فتنہ پرویز حقیقت حدیث — از — ایم عبد الرحمن
- آئینہ پرویزیت — از — عبد الرحمن کیلانی
- مقام سنت — از — ادریس فاروقی
- سنت کی آئینی حیثیت — از — ابو الاعلیٰ مودودی
- سنت خیر الانام — از — پیر محمد کرم شاہ

- الحق المبین از سید احمد سعید کاظمی
- حجیت حدیث از مولانا محمد ادریس کاندھلوی
- حجیت حدیث از مولانا جسٹس تقی عثمانی

چند تحقیقی مقالات میں بھی منکرین حدیث کی کتب اور تفاسیر کا تنقیدی جائزہ لیا گیا اور حقائق کی روشنی میں ان کی تردید کی گئی ہے۔ مثلاً

- "برصغیر میں منکرین حدیث کے رد میں لکھی گئی کتب کا مطالعہ" ایم-اے علوم اسلامیہ، (۲۰۰۷ء) سیدہ ماریہ بی بی کا یہ مقالہ حافظہ شاہدہ پروین کی زیر نگرانی پنجاب یونیورسٹی لاہور (شیخ زید اسلامک سنٹر) میں تکمیل پایا۔
- "ڈاکٹر غلام جیلانی برق - انکار حدیث سے اثبات حدیث تک" ایم فل علوم اسلامیہ سیشن ۲۰۰۰-۲۰۰۲ء، محمد جمیل کا یہ مقالہ ڈاکٹر محمد اعجاز کی زیر نگرانی پنجاب یونیورسٹی لاہور (شیخ زید اسلامک سنٹر) میں تکمیل پایا۔

ان دونوں مقالات میں چند منکرین حدیث کا تعارف کروایا گیا لیکن ان منکرین حدیث میں خواجہ احمد الدین امرتسری کا تذکرہ نہیں ملتا، غالباً مقالہ نگار ان سے ناواقف ہوں گے۔

- "القرآنیون" سعودی عرب میں یہ مقالہ خادم حسین الٰہی بخش نے تحریر کیا۔ جس میں خواجہ احمد الدین امرتسری کا تعارف اور چند دوسرے منکرین حدیث کا تعارف ملتا ہے اس کے ساتھ ہی اہل قرآن کے عقائد و نظریات پر تنقید کی گئی ہے۔ یہ مقالہ مکتبہ الصدیق، سعودی عرب سے کتابی شکل میں ۱۴۲۱ھ میں شائع ہوا۔
- "قرآن و سنت کا باہمی تعلق سرسید احمد خان کی تفسیر القرآن کے تناظر میں" (۲۰۰۷ء) ریحانہ کوثر کا یہ مقالہ ڈاکٹر محمد سعد صدیقی کی زیر نگرانی علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد میں تکمیل پایا۔ اس مقالہ میں سرسید احمد خان کے افکار کا تنقیدی جائزہ لیا گیا ہے۔
- "تفسیر مطالب الفرقان کا علمی و تحقیقی جائزہ" حافظ محمد دین قاسمی نے یہ مقالہ ڈاکٹر خالد علوی پروفیسر شعبہ علوم اسلامیہ، جامعہ پنجاب کی زیر نگرانی میں لکھا۔

مقاصد تحقیق

- مقالہ کا سب سے پہلا مقصد اس تفسیر کو متعارف کروانا اور بعد ازاں اس بات کا تنقیدی جائزہ لینا ہے کہ یہ تفسیر جو عقل پسندی کی بنا پر لکھی گئی ہے کہ آیا یہ تفسیر کے اصل مقصد کو پورا کرتی ہے یا نہیں۔
- مسلمانوں کو راہ راست پر قائم رکھنے یا گمراہ کرنے میں اس تفسیر کا جائزہ لینا۔
- تحقیق و تدقیق کے ساتھ تفسیر کا جائزہ لے کر اس کا اصل مقام متعین کرنا۔
- تفسیر کے محاسن و معائب کا علمی جائزہ اور چند تفاسیر سے تقابل کرنا۔
- نقد و جرح کی کسوٹی پر رکھتے ہوئے اس کے نقائص کی نشاندہی کرنا۔

اسلوب تحقیق

- تحقیق کے دوران درج ذیل نکات کو اسلوب تحقیق کے طور پر اختیار کیا گیا ہے۔
- مقالہ کو مقدمہ، پانچ ابواب، خلاصہ بحث اور مصادر و مراجع کی فہرست پر ترتیب دیا گیا ہے۔
- مقالہ کی تیاری میں تنقیدی و تحقیقی طریقہ تحقیق اختیار کیا گیا ہے۔
- تحقیق و تنقید کے لئے مستند کتب اور بنیادی ماخذ سے استفادہ کیا گیا ہے۔
- مصادر و مراجع کا حوالہ حاشیہ میں دیا گیا ہے اور آخر میں فہرست بھی مرتب کی گئی ہے۔
- ماخذ کا پہلی بار حوالہ دیتے وقت مصنف کا معروف نام،، اصل نام، کتاب کا نام،، مقام اشاعت، تاریخ اشاعت، جلد نمبر اور صفحہ نمبر درج کیا گیا ہے اور اس کتاب کا دوسری بار حوالہ دیتے وقت مصنف کا نام، کتاب کا نام، جلد نمبر اور صفحہ نمبر درج کیا گیا ہے۔
- آیات کا حوالہ دیتے وقت پہلے سورت کا نام، پھر سورت نمبر اور آیت نمبر لکھا گیا ہے۔
- احادیث نبویؐ کا حوالہ دیتے وقت پہلے مصنف کا نام، کتاب کا نام، باب کا نام اور آخر میں حدیث نمبر درج کیا گیا ہے۔
- مقالہ کی تیاری میں دلائل کے لئے پیش کی گئی آیاتِ قرآنی کا ترجمہ فتح محمد جالندھری کے ترجمہ قرآن سے دیا گیا ہے۔

مقالہ ہذا کو جن پانچ ابواب میں تقسیم کیا گیا ہے اس کی ترتیب درج ذیل ہے۔

باب اول : خواجہ احمد الدین کے حالات زندگی پر مشتمل ہے جس کی پہلی فصل میں خواجہ احمد الدین امرتسری کا مختصر تعارف ان کے استاد غلام علی قصوری کا تعارف اور ان کے تلامذہ کا مختصر تعارف کروایا گیا ہے۔ فصل دوم میں خواجہ صاحب کے چند معروف معاصرین کا تعارف کروایا گیا ہے۔

باب دوم : تفسیر بیانٌ للنّاس کے تعارف اور اس کے مقدمہ میں کی گئی بحث پر مشتمل ہے۔ اس باب میں بھی دو فصلیں ہیں۔ پہلی فصل میں تفسیر کا تعارف، اس کا اسلوب تحریر اور خواجہ صاحب کے اصولوں کا ناقدانہ جائزہ لیا گیا ہے۔ فصل دوم میں تفسیر کے مقدمہ میں موجود مباحث علوم القرآن کا جائزہ لیا گیا ہے۔

باب سوم : اس باب کا عنوان "خواجہ صاحب کے ترجمہ قرآن کے محاسن و معائب" ہے۔ یہ تین فصلوں پر مشتمل ہے۔ پہلی فصل میں ترجمہ کے اصول و ضوابط، شرائط اور تقاضے بیان کئے گئے ہیں اور ان کا خواجہ صاحب کے اصولوں کے ساتھ تقابل کیا گیا ہے۔ فصل دوم میں تفسیر بیانٌ للنّاس کے محاسن اور فصل سوم میں معائب کو بیان کر کے ان کا تنقیدی و تحقیقی جائزہ لیا گیا ہے۔

باب چہارم: یہ باب تفسیر بیانٌ للنّاس کے تنقیدی مطالعہ پر مشتمل ہے جو کہ پانچ فصول پر مشتمل ہے۔ پہلی فصل میں تفسیر بیانٌ للنّاس میں پیش کردہ عقائد و عبادات کی تفصیلات کا ناقدانہ جائزہ لیا گیا ہے۔ فصل دوم میں آیات الاحکام اور فصل سوم میں حقوق و فرائض سے متعلقہ آیات کی تشریح کا قدیم اور ہم عصر تفاسیر سے تقابل کیا گیا ہے۔ فصل چہارم میں معجزات انبیاء کے بارے

میں خواجہ احمد الدین کے نظریات کو حقائق کی روشنی میں بیان کیا گیا ہے اور فصل پنجم میں خواجہ صاحب کے نظریہ ارتقاء کا قرآن پاک کی روشنی میں جائزہ لیا گیا ہے۔

باب پنجم: یہ باب دو فصول پر مشتمل ہے۔ پہلی فصل میں خواجہ صاحب پر متقدمین کے اثرات اور فصل دوم میں متاخرین پر خواجہ صاحب کے اثرات کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔

آخر میں خلاصہ بحث اور سفارشات بیان کی گئی ہیں۔ سب سے آخر میں مصادر و مراجع کی فہرست تیار کی گئی ہے۔